ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اُردو، ترکی زبان اور مشترکہ تہذیب

افشاں ملک کنول

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، نادرن یونیورسٹی نوشہرہ

پروفیسر ڈاکٹر سید منور ہاشمی

ریکٹر، نادرن یونیورسٹی نوشہرہ، خیبر پختونخوا

Abstract:
There are similarities between Pakistan and Turkey in their culture and civilization, language and literature. Urdu and Turkish languages both are linked with each other in their meanings and phonetics. The links and similarities of these language have been since the last many centuries. These similarities are not only of language and linguistics but language and literature also which can be seen in religious, Social, Cultural, didactic and romantic writings. This article is about the similarities of these two language which will be analyzed with the help of this study.

Key words: Linguistic, Muslims, Turkish, relations, similarities, poetry, prose

ترکی ایک اِسلامی ملک ہے۔اس ملک نے عالم اِسلام کی خلافت کا فریضہ بھی انجام دیا جس کی وجہ سے پوری دنیا کے مسلمان ترکی کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں۔ خاص طور پر برصغیر کے مسلمانوں کے دلوں میں ترکی کے لیے جو محبت تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب ترکی پر سخت حالات آئے تو برصغیر کے مسلمانوں نے انگریزوں کی مخالفت اور دشمنی کے باوجود اپنی ہستی کو خطرے میں ڈال کر ترکی کے لیے قربانیاں دیں۔ پاکستان بننے کے بعد بھی اس خطے کے مسلمانوں کی محبت میں کمی نہیں آئی بلکہ ترکی اور پاکستان کے درمیان مزید باہمی تعاون اور محبت و روابط کے تعلقات استوار ہوئے۔ محبت اور بھائی چارے کا یہ رشتہ تاحال جاری ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ تعلق مزید مضبوط ہوتا جارہا ہے۔ ترکی اور پاکستان کے تعلقات کے بارے میں مشہور کالم نگار فرخ سیل گوئندی لکھتے ہیں:

"ترکی کی سرحدیں پاکستان سے نہیں ملتیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ترکی اور پاکستان کے دل آپس میں ملتے ہیں۔ ترکیہ جمہوریہ، دنیا کا ایک ایسا منفرد ملک ہے جس کے باسیوں کے تعلقات سرزمین پاکستان میں بسنے والے لوگوں سے قیام پاکستان 1947ء اور قرارداد پاکستان 1940ء سے بھی پہلے تاریخ میں نمایاں طور پر ملتے ہیں۔"(1)

ترکی اور پاکستان میں مذہب کے ساتھ ساتھ تہذیب اور زبان و ادب میں بھی کئی مُماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ ترک قوم و تہذیب کا شمار دنیا کی عظیم اقوام میں ہوتا ہے جنھوں نے عالمی سطح پر مختلف حوالوں سے گہرے اثرات مرتب کیے۔ قدیم زمانے کے ترک لیڈر ارطغرل غازی اور عثمان خان سے لے کر موجودہ دور کے صدر طیب اردگان تک بہادری کے بے پناہ اوصاف سے مالا مال ہیں۔ جنھوں نے عالم اِسلام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں اپنا کردار ادا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

کیا۔ ترک تہذیب عظیم سپہ سالاروں، بادشاہوں اور رہنماؤں کی بہادری اور قربانی سے معمور ہے۔ ارطغرل، عثمان خان اور ان کے بیٹے خان غازی نے ایشیا اور یورپ کے بہت سے علاقوں کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کیا تھا۔ فتوحات کا یہ سلسلہ آگے بھی چلتا رہا یہاں تک کہ سلطان بایزید اول کی حکومت آگئی۔ 1460ء میں تاتاریوں اور سلطان بایزید کے درمیان جنگ کے نتیجے میں سلطان کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کے بعد سلطنت عثمانیہ کا شیرازہ بکھر گیا۔ 1520ء کے بعد سلطنت عثمانیہ کے حالات کچھ بہتر ہو گئے تھے کہ پاپائے روم نے ایک مقدس جمعیت کے ذریعے سلطنت عثمانیہ پر بحری اور زمینی حملے شروع کرائے جس سے اندرونی بغاوتیں بھی شروع ہو گئیں۔ تاہم ترک رہنماؤں کی کوششوں سے ان بغاوتوں پر قابو پایا گیا۔ خلافت عثمانیہ مختلف کٹھن حالات سے گزرتے ہوئے 1918ء تک پہنچی جب پہلی جنگ عظیم میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا۔ جنگ میں ناکامی کی وجہ سے جرمنی اور ترکی نے ہتھیار ڈال دیے۔ نتیجے میں اتحادی فوج نے استنبول کا کنٹرول سنبھال لیا۔ ترکی پر سو سال کے لیے پابندیاں لگائی گئیں اور خلافت کے خاتمے کا بھی اعلان کیا گیا۔

ترکی اور پاکستان دونوں ممالک اِسلامی تہذیب کے حامی ہیں۔ ترک تہذیب میں اِسلام سے محبت، مسلمانوں کو ایک کرنے کی جدوجہد اور عالم کفار کے خلاف جہاد جیسے عوامل موجود ہیں۔ اسی طرح کے جذبات سے اس خطے یعنی پاکستان کے مسلمان بھی معمور ہیں۔ پاکستان بننے سے قبل ہی یہاں کے مسلمان نہ صرف اہل کفار کے خلاف برسرپیکار رہے بلکہ مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوششیں بھی جاری رہیں۔ علامہ اقبال کا تصورِ ملت اس کی واضح مثال ہے۔

اُردو اور ترکی زبان و ادب کے حوالے سے دونوں ممالک کی زبان و ادب میں بھی ایک خاص تعلق پایا جاتا ہے۔ اُردو اور ترکی بولنے والی اقوام اگرچہ جغرافیائی سطح پر ایک دوسرے سے بہت دور ہیں لیکن تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں تو ان کے درمیان تہذیب و تمدن کی سطح پر کئی ایک اِشتراکات ایسے ہیں جن کے باعث یہ اقوام نہ صرف ایک دوسرے کے قریب تھیں بلکہ بہت سے تہذیبی رشتوں کے باعث زنجیر کی کڑیوں کی طرح جڑی ہوئی تھیں ۔اسلام کے زیرِ اثر تہذیبی قربتوں اور ان قربتوں کے نتیجے میں لسانی اشتراکات انتہائی قدیم ہیں۔ اس حوالے سے صابر علی خان اپنے تحقیقی مضمون میں لکھتے ہیں:

> "بدھ ازم کو قبول کرنے سے ترکی (اور منگولی) زبان پر سنسکرت زبان کا بہت اثر ہوا۔ یہی نہیں بلکہ بعض علاقوں میں ترکی زبان کو سنسکرت میں لکھا جانے لگا۔ حروفِ تہجی اور ہندسوں کی شکلیں تقریباً بالکل ایسی تھیں جیسے آج بھارت کے بعد علاقوں میں رائج ہیں۔"(2)

زبان کے ذریعے انسان اپنے خیالات و حساسات اور اپنا مدعا دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ ہر ملک اور خطے کی زبان مختلف ہوتی ہے۔ جس کو ایک خطہ کے لوگ اپنے اظہارِ خیال کے لیے بولتے ہیں۔ کوئی بھی زبان ایک دم وجود میں نہیں آتی بلکہ زبان کے بننے اور اس کو پھلنے پھولنے میں صدیاں درکار ہوتی ہیں۔ ماہرینِ لسانیات نے زبانوں کو جغرافیائی ولسانی اعتبار سے آٹھ بڑے گروہوں میں تقسیم کیا ہے جس میں اُردو زبان کا تعلق ہندیورپی یا آریائی خاندان سے ہے، اسی گروہ میں کئی بین الاقوامی زبانیں جن میں انگریزی، جرمن، فارسی، پُرتگالی، ہسپانوی، فرانسیسی اور ہندی وغیرہ شامل ہیں۔ اور ترکی زبان کا تعلق تورانی خاندان سے ہے۔ ترکی اور اُردو دو مختلف خاندانوں سے تعلق رکھنے والی زبانیں ہیں لیکن اس کے باوجود ایک دوسرے سے صوتی، معنوی تعلق رکھتی ہیں۔ ترکی اور اُردو دو ایسی زبانیں ہیں جن کے باہمی روابط صدیوں سے چلے آرہے ہیں۔ اُردو خود ایسا لفظ ہے جو ترکی زبان سے ادھار لیا گیا ہے:

> "ترکی اور اُردو زبان میں نہ صرف تیس سے چالیس فی صد الفاظ مشترک ہیں۔ بلکہ دونوں زبانوں کے محاورے، ضرب المثل، استعارے اور جملوں کی بناوٹ بھی حیران کن حد تک ایسی دوسرے سے ملتی جلتی ہے۔" (3)

اُردو اور ترکی زبان کے بہت سے الفاظ جو مشترک ہیں جس کے پس پردہ بہت سے تاریخی حقائق ہیں سرزمینِ ہندوستان وہ خطہ ہے جہاں پر مختلف خطوں سے لوگ آکر آباد ہوئے اور یہاں حکمران بھی بنے۔ ان میں غزنوی، غلاماں، خلجی، تغلق، مغل وغیرہ کے ساتھ ہی ان میں ترکی النسل بھی شامل تھے۔ مغل حکمرانوں میں بابر ترکی زبان کا ادیب و شاعر تھا۔ اُنھوں نے "تزکِ بابری" بھی ترکی کے چغتائی لب ولہجے میں رقم کی۔ جہانگیر اور شاہ جہان بھی ترکی بولتے تھے۔ جب کسی خطے کا بادشاہ کوئی زبان استعمال کرتا ہو تو اس زبان کا مقامی زبانوں پر بھی بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح اُردو ایک ایسی زبان ہے جس میں مختلف زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ لہٰذا ترکی زبان کے الفاظ بھی اردو زبان کا حصہ بنتے گئے، اس لیے اُردو زبان میں ترکی کے الفاظ کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ترکی زبان وادب پر عربی اور فارسی نے لسانی سطح پر کم و بیش ویسے ہی اثرات مرتب کیے جیسے کہ برصغیر میں اُردو زبان پر پڑے ہیں۔ ان زبانوں پر عربی وفارسی اثرات سے نہ صرف ذخیرۂ الفاظ میں بے پناہ اضافہ ہوا بلکہ یہ زبانیں علمی سطح پر بھی ثروت مند ہوئیں اور ان کے ادبی سرمائے میں ہیئت اور اسلوب کے لحاظ سے ایک بڑی تبدیلی کا عمل سامنے آیا۔ ترکی اور اُردو زبان میں چند الفاظ کی مُماثلت ملاحظہ کریں:

اُردو	ترکی	اُردو	ترکی
انا	ana	ایلچی	Elci
توپ	top	توپچی	Topcv

چمچہ	Camca	قلم	kalem
ادب	Edab	خاتون	haton
حیوان	Hayvan	زمین	zemin

ترکی زبان اور اُردو زبان میں مُماثلت کی چند مثالیں درج کی گئی ہیں جن سے اُردو اور ترک زبان کے الفاظ میں مُماثلت واشتراکات واضح ہوتی ہیں۔ ترکی زبان اور اُردو کے درمیان اشتراکات کی بات کرتے ہوئے مشہور کالم نگار سہیل احمد صدیقی لکھتے ہیں:

"اردو اور ترکی کے مابین لسانی تعلق اور روابط کی داستان یقیناً ہماری لسانی تاریخ کا اہم باب ہے۔ جنوبی ایشیا اور تُرکی کے مابین فاتحین، شاہان، صوفیہ کرام، مبلغین، تُجّار اور عوام النّاس کے روابط اور اُن کی مسلسل آمد ورفت کا سلسلہ صدیوں پر محیط ہے۔ اگر گہرائی میں جائیں تو معلوم ہوگا کہ ہندوستان کے صوبے بِہار پر قدیم زمانے میں ترک حکومت کرچکے ہیں، جبکہ مسلمان فاتحین کی اکثریت بھی ترک ہی تھی جن میں سلطان محمود غزنوی سے قطب الدین ایبک تک، پھر اُن کے جانشینوں کا سلسلہ، حتیٰ کہ نام نہاد مغل بھی شامل ہیں، دوسری طرف دکن پر حکومت کرنے والا قطب شاہی خاندان بھی ترک ہی تھا، جس میں مشہور شاعر بادشاہ قلی قطب شاہ بھی ہو گزرا ہے۔"(4)

دنیا کی کوئی بھی زبان ہو اس میں کچھ ایسے الفاظ، قاعدے، گرامر وغیرہ ایسے ہوتے ہیں جو دیگر زبانوں سے مُماثل ہوتے ہیں۔ اسی طرح اُردو اور ترکی زبان میں بھی بہت سے الفاظ، قاعدے، گرامر وغیرہ ایسے ہیں جن کا اُردو زبان سے تعلق بہت مضبوط ہے۔ زبانیں ایک دوسرے سے الفاظ ادھار لیتی اور دیتی رہتی ہیں اور یہ عمل زندہ زبانوں میں جاری وساری رہتا ہے۔ اسی طرح اُردو اور ترکی زبان میں بھی ایسے الفاظ ہیں جو ایک ہی آواز دیتے ہیں اور ان کے معنی بھی ایک جیسے ہیں۔ ترکی اور اُردو زبانوں کے درمیان لسانی اِشتراک کی اہم وجہ ترک اور مغل حکمرانوں کا برصغیر میں حکومت کرنا ہے۔ اسی وجہ سے اُردو میں ترکی الفاظ شامل ہوئے۔ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ان حکمرانوں کی عرصہ دراز تک حکمرانی کے باوجود ترکی الفاظ کی تعداد عربی اور فارسی الفاظ سے کم ہے۔ زبانوں کے کچھ اصول اور قواعد ہوتے ہیں۔ جن کی مدد سے انھیں درست طریقے سے سیکھا اور استعمال میں لایا جاتا ہے۔ زبان کی خوبصورتی اور اس کی درست ادائیگی کے لیے ماہرین لسانیات نے کچھ قوانین وضع کیے ہیں۔ اُردو کا لفظ ترکی زبان کے لفظ ordu سے ماخوذ ہے، جس کے ترکی میں معنیٰ "لشکر" کے ہیں۔ اُردو زبان کو مختلف ادوار میں متفرق ناموں سے پکارا جاتا رہا ہے۔ ان میں ہندی، ہندوی، ریختہ، کھڑی بولی، اُردوئے معلی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مسلمان جب برصغیر میں وارد ہوئے تو

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

انھوں نے یہاں کی ہر بولی کو ہندوی یا ہندی کہا اور یہ لفظ کافی دیر تک مستعمل رہا۔ اُردو زبان کو ریختہ کے نام سے بھی جانا گیا۔ اس وقت کے شعرا نے اس لفظ کو اپنی شاعری میں بھی استعمال کیا۔

خلافت عثمانیہ کے دور 1922ء تک، ترکی میں جو زبان استعمال ہوتی تھی، اسے عثمانی ترکی زبان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس زبان کا رسم الخط بھی اُردو زبان کی طرح فارسی اور عربی زبان جیسا تھا۔ ترکی کے رسم الخط کے حوالے سے سہیل احمد صدیقی اپنے کالم بعنوان "زبان فہمی" میں لکھتے ہیں:

> "ترکی کا قدیم رسم الخط عربی و فارسی سے ہم آہنگ تھا اور جب مصطفی کمال پاشا (اتاترک) نے اسے یکسر ختم کر کے لاطینی یا رومن رسم الخط رائج کیا (جو انگریزی سمیت متعدد یورپی زبانوں کا رسم الخط ہے)، تو پرانی ترکی (عثمانی یا عثمانلی) محض دینی مدارس تک محدود ہو گئی تھی، جبکہ وسط ایشیا کی بعض زبانوں بشمول ویغور (چینی مسلمانوں کی زبان) میں یہ رسم الخط آج بھی موجود ہے۔" (5)

دوسری جنگِ عظیم میں خلافت عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد ترکی میں انقلاب آیا۔ ترکی کو جدید ترکی بنانے کے لیے اس دور کے سربراہ مصطفی کمال اتاترک نے بے شمار اصلاحات کیں وہیں ترکی زبان کے عربی رسم الخط کو تبدیل کرنے کا بھی فیصلہ ہوا اور اس کی جگہ رومن رسم الخط رائج کرنے کا حتمی فیصلہ کیا گیا۔ عثمانی ترکی جو عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی اس کے حروف تہجی کی تعداد 32 تھی، دوسری زبانوں کی طرح اُردو اور ترکی زبانوں میں الفاظ کا تبادلہ وقت کے ساتھ ہوتا رہا۔ ملکوں میں تجارت کے ذریعے الفاظ کا لین دین بھی ہوتا رہتا ہے۔ اس کی مثال ہم یوں دے سکتے ہیں کہ ترکی زبان میں تمام قسم کے گرم مصالحوں کو بھارات کہا جاتا ہے۔ ترکی اور اُردو زبانوں میں ذخیرہ الفاظ، افعال کے ساتھ گرامر میں بھی یکسانیت ہے۔ اسی طرح دونوں زبانوں میں مصدر کا قاعدہ بھی یکساں ہے۔

ترکی زبان کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ترکی ادب نے بھی ادا کیا ہے ترکی ادب کو تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جن میں کلاسیکی ادب، سترہویں صدی کا ادب اور عہدِ تنظیمات کا ادب شامل ہیں۔ کلاسیکی ادب کا تعلق سولہویں صدی سے ہے جب سلطنت عثمانیہ اپنے عروج پر تھی۔ یہ دور ترکی ادب کے عہد زریں کہلاتا ہے۔ اس دور میں نظم و نثر کی بے شمار کتابیں لکھی گئیں۔ اس دور کے مشہور شعرا میں خیالیؔ، ذاتی، باقیؔ وغیرہ شامل ہیں۔

دوسرا دور سترہویں صدی کا دور ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ سترھویں صدی کا دور ہے۔ اس دور کے مشہور شعرا میں نافی، نائلی، نابی وغیرہ شامل ہیں۔ ترکی ادب کا آخری دور عہدِ تنظیمات کا ادب ہے۔ اس عہد کا آغاز انیسویں صدی میں ہوتا ہے۔ اس عہد میں بھی بڑے پیمانے پر ادب تخلیق ہوا تاہم اس عہد میں معیار کا فقدان نظر آتا ہے۔ ناول اور افسانے کی صنف کا آغاز بھی اسی عہد میں ہوا ہے۔ ترکی زبان کے اہم افسانہ نگاروں میں سمیع پاشازادہ سزائی، احمد یار مفتی اوغلو، عمر سیف الدین، خالدہ ادیب ادی وار، مدح شوکت اسندال وغیرہ شامل ہیں۔ جدید دور میں

ترکی کے اہم شعرا میں سلیم اول، محمد عاکف، نجیب فاضل قیصاکورک، یونس ایمرے، بلند ایجوت، عزیز نیسن، سلیمان اول کے نام قابل ذکر ہیں۔

اُردو اور ترکی زبان میں جہاں تک بہت ساری مُماثلتیں ہیں وہاں پر ترکی اور اُردو کے نثری ادب میں بھی کافی مُماثلت پائی جاتی ہے۔ دونوں زبانوں کے افسانوں میں اِسلامی تہذیب جھلکتی ہے۔ ترکی ادیبوں میں وسیع المشربی کی وجہ سے کچھ نہ کچھ آزاد پسندی پائی جاتی ہے تاہم مجموعی طور پر دونوں زبانوں کے افسانوں میں اِسلامی تہذیب کی عکاسی کی گئی ہے۔ اسی طرح سے دونوں زبانوں میں اصلاحی ناولوں کی بھرمار ہے۔اصلاح معاشرہ کا جذبہ ہر ادیب میں پایا جاتا ہے چاہے وہ ترکی کا ہے یا پھر پاکستان کا۔ہر ادیب کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک مثالی معاشرہ تشکیل پائے اس لیے دونوں زبانوں کے ناولوں میں یہی جذبہ نمایاں نظر آتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ رومانویت بھی ایک ایسا عنصر ہے جسے ہم مُماثل قرار دے سکتے ہیں۔ ترکی زبان میں بے شمار ایسے ناول تحریر کیے گئے ہیں جن میں رومانویت کی فضا پائی جاتی ہے۔اس طرح اُردو زبان وادب کے بہت سے ناول اسی عنصر کی عکاسی کرتے ہیں۔

اُردو اور ترکی زبانوں میں مذہبی سفر نامے کثرت سے ملتے ہیں۔ ترکی اِسلام کے حوالے سے ایک اہم ملک ہے کیوں کہ اسی سرزمین پر خلافت کا نظام قائم کیا گیا تھا اس لیے ترک کے باشندوں میں اِسلام سے محبت کا جذبہ پایا جاتا ہے ان کے سفر ناموں میں بھی اِسلام سے محبت جھلکتی ہے۔ترکی کے سفر نامہ نگار کثرت میں حجاز کے سفر کی روداد تحریر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔دونوں اِسلامی ممالک ہونے کی حیثیت سے رسم ورواج، تہذیب وثقافت اور طور طریقوں میں مُماثلت ہے بالکل اسی طرح ادب میں بھی مُماثلت پائی جاتی ہے۔

ترکی اور اُردو زبان میں نثری اصناف کے ساتھ ہی شاعری میں بھی مُماثلت پائی جاتی ہے۔ سیاسی وسماجی اور ادبی تحریکوں کے ادب اور شاعری پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جو مختلف زبانوں کی شاعری میں مُماثلت کا سبب بنتی ہیں۔ دنیا کے مختلف خطوں کے ادب کا مطالعہ سے بھی مماثلت کا حامل ہوتا ہے۔ پاکستان اور ترکی سماجی ومعاشرتی، تہذیبی اور مذہبی حوالے سے آپس میں ہم آہنگی رکھتے ہیں اس لیے دونوں زبانوں کے شعرا کی نفسیات میں بھی مُماثلت پائی جاتی ہے۔

اُردو اور ترکی زبان کی شاعری کا فکری لحاظ سے مطالعہ کیا جائے تو مذہبی، اصلاحی پہلو کے علاوہ، حسن وعشق، خود شناسی، خداشناسی، اصلاح معاشرہ، حقوق العباد کے حوالے سے مماثلت ملتی ہے۔ دونوں زبانوں کے شعرا نے نہ صرف تفریح کے طور پر قلم اٹھایا ہے بلکہ بہت سے شعرا ایسے ہیں جو ایک بڑے مقصد کے تحت شاعری کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسا کہ مشرق میں ہم علامہ اقبال کی مثال دے سکتے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی سربلندی اور ان میں شعور پیدا کرنے کے لیے شاعری کی اسی طرح ترکی زبان میں بھی اسی جذبے کے تحت شاعری تخلیق ہوتی رہی۔

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اُردو اور ترکی زبان کی شاعری میں فکر کے ساتھ ہی فنی محاسن میں بھی کافی مُماثلت پائی جاتی ہے تاہم کہیں کہیں تضادات بھی نظر آتے ہیں۔ بحور سے لے کر قافیہ، ردیف اور وزن میں بھی گہری مُماثلتیں ملتی ہیں۔ مختصر طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک اِسلامی معاشرہ اور ملک ہونے کی حیثیت سے دونوں ممالک کی شاعری میں مُماثلتیں، تضادات کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔

اُردو اور ترکی زبان کی اصناف کے تراجم بھی بڑی تعداد میں کیے گئے ہیں۔ سجاد حیدر یلدرم نے ترکی کے افسانوں کو بڑی خوب صورتی کے ساتھ اُردو میں ترجمہ کیا ہے۔ ان کے ترکی سے ترجمہ شدہ افسانوں میں "سودائے سنگین، نکاح ثانی، ویران صنم خانے، ہندوستان کی رقاصہ، کوسم سلطان، خارستان اور گلستان، صحبت ناجنس، گمنام خطوط "وغیرہ شامل ہیں۔ اس طرح مسعود اختر شیخ نے بھی ترکی زبان سے اُردو میں تراجم کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان کے تراجم میں "بلیاں، بڑھاپا، امی ابو، ہے کوئی پاک دامن یہاں، تقدیر ہی ایسی تھی، تسلیم و رضا" وغیرہ شامل ہیں۔

تراجم کے ساتھ ساتھ دونوں ملکوں میں ایک دوسرے کی زبانوں اور ادبا و شعرا پر تحقیق کا عمل جاری ہے۔ ترکی کی مختلف جامعات میں اُردو زبان پڑھائی جاتی ہے اور ان یونیورسٹیوں میں اُردو کے مشہور شعرا کے ساتھ ساتھ اُردو زبان پر بھی تحقیقی مقالے لکھے جا رہے ہیں۔ اس حوالے سے امتیاز رومی روزنامہ جنگ میں چھپنے والے کالم میں لکھتے ہیں:

> "ترکی میں اب تک اردو کے تقریباً پچاس مقالے مختلف موضوعات پر لکھے جا چکے ہیں۔ سودا، غالب، اقبال، فیض، پروین شاکر، جدید اردو شاعری، نذیر احمد، سجاد حیدر یلدرم، پریم چند، منٹو، محمد حسین آزاد، ابوالکلام آزاد، اردو افسانہ، اردو ناول، اردو سفر نامے، تزک جہانگیری، دربار اکبری، تزک بابری اور برصغیر پاک و ہند اور ترکی کی تہذیبی و لسانی مماثلتیں وغیرہ موضوعات پر کام ہو چکے ہیں۔"(6)

پاکستان اور ترکی نہ صرف مذہب اِسلام کے حوالے سے ایک دوسرے سے مُماثل ہیں بلکہ بہت سے حوالوں سے ہم دیکھتے ہیں کہ ترکی اور پاکستان میں کافی اشتراکات موجود ہیں۔ جن میں لسانی و ادبی، تہذیبی اقدار، رسوم و رواج، عادات و اطوار، طور طریقے اور جذبات و احساسات شامل ہیں۔ دونوں ملکوں کے عوام ایک دوسرے کے لیے اپنے دلوں میں بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ پاکستان سے بہت سے لوگ یورپ جاتے ہیں جو ترکی میں قیام پذیر ہوتے ہیں۔ جہاں پر ان کے ساتھ برادرانہ سلوک کیا جاتا ہے۔

تہذیب، رسم و رواج اور طور طریقوں کے ساتھ زبان و ادب میں بھی کافی اِشتراکات ملتی ہیں۔ شاعری، نثر سے لے کر افسانوں اور ناولوں تک میں مُماثلتیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ترکی کی بہت سی جامعات میں اُردو زبان پڑھائی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

جاتی ہے جس سے ترکی کے لوگ پاکستانی زبان سے شناسائی حاصل کرتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کی جامعات میں بھی ترکی زبان کا مضمون رکھا جائے تاکہ یہاں کے لوگ بھی ترکی زبان سے شناسائی حاصل کریں اور دونوں ملکوں کے درمیان محبت کا یہ تعلق مزید گہرا ہو جائے۔

حوالہ جات:

1. فرخ سیل گوئندی، کالم، "پاکستان ترکی تعلقات، پس منظر و پیش منظر"، مشمولہ، مجلہ، "ہلال"، 1998ء، ص:53
2. صابر علی خان، ڈاکٹر، "اردو میں ترکی و منگولی الفاظ"، اردو نامہ کراچی، 1963ء، ص۔ 13
3. مسعود اختر شیخ، کرنل، "ترکی میں اُردو"، حصہ سوم، مقتدرہ قومی زبان اِسلام آباد، 1986ء، ص۔ 5
4. سہیل احمد صدیقی، "اردو اور ترکی کے لسانی روابط پر ایک نظر"، مضمون، مشمولہ ایکسپریس نیوز، 13، اگست، 2022ء، ادبی صفحہ
5. ایضاً
6. امتیاز رومی، "ترکی میں اُردو زبان و ادب"، کالم، مشمولہ، روزنامہ جنگ، 24 جون 2020ء، ص 08